کسی ولی کے نام کی نذر ماننا کیسا؟

ریفرنس نمبر:SAR 7447 تاریخ:02.09.2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بزرگانِ دین کے لیے نذر ماننا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ نذر، اللہ پاک کے لیے خاص ہے، تو کیا غیر اللہ کی نذر نہیں مان سکتے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نذر اور منّت دو طرح کی ہوتی ہے:(1) نذرِ شرعی اور (2) نذرِ عُرفی۔ نذرِ شرعی یہ ہے کہ اللہ پاک کے لیے کوئی ایسی عبادت اپنے ذِمہ لازم کرلینا، جو لازم نہیں تھی، مثلاً یہ کہنا کہ میرا یہ کام ہو جائے، تو میں 100 نفل پڑھوں گا وغیرہ۔ نذرِ شرعی کی کچھ شرائط ہوتی ہیں، اگر وہ پائی جائیں، تو نذر کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے اور پورا نہ کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے اور نذرِ عُرفی کا معنیٰ، نذرانہ اور ہدیہ ہے، مثلاً: انبیائے کرام (علیہم السلام) اور اولیائے عظام (رحمۃ اللہ علیہم) کے لیے اس طرح نذر ماننا کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں بزرگ کے نام پر کھانا کھلاؤں گا، یہ نذرِ عُرفی ہے، اسے پورا کرنا واجب تو نہیں، البتہ بہتر ہے کہ اسے بھی پورا کیا جائے۔

اللہ پاک کے علاوہ کسی نبی یا ولی کی نذرِ عُرفی ماننا جائز ہے، کیونکہ اس میں بندے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں یہ نیک کام اللہ پاک کی رضا کے لیے کروں گا، لیکن اس کا ثواب فلاں بزرگ کو ایصال کروں گا اور اس میں کوئی حرج والی بات نہیں، اس کو نیاز بھی کہتے ہے، البتہ نذرِ شرعی اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے، اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کے لیے ماننا ممنوع ہے۔

نذر کی اقسام بیان کرتے ہوئے فقیہ ملّت حضرت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات:1422ھ) لکھتے ہیں:"نذر کے دو معنیٰ ہیں، شرعی اور عُرفی۔ نذرِ شرعی کے معنی ہیں غیر ضروری عبادت کو اپنے اوپر ضروری کرلینا اور نذرِ عرفی کے معنیٰ ہیں نذرانہ، ہدیہ یا پیشکش۔ نذرِ شرعی خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کی ماننا ممنوع ہے اور نذرِ عرفی انبیائے کرام و اولیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے جائز ہے۔ نذرِ شرعی کا حکم یہ ہے کہ اس کا ادا کرنا فرض ہے اور اگر صدقہ وغیرہ کی نذر ہو، تو اسے وہی لوگ کھا سکتے ہیں، جن کو زکوۃ لینا جائز ہے۔ قرآن کریم (کی اس آیت) ﴿وَلْيُوفُوا نُذُوْرَهُمْ﴾ میں اِس شرعی نذر کا ذکر ہے اور نذرِ عرفی کا حکم یہ ہے کہ اسے امیر و غریب سبھی لے سکتے ہیں اور کھا سکتے ہیں۔"

(فتاوٰی فیض الرسول، جلد2، صفحہ341، مطبوعہ شبیر برادرز، لاھور)

نذرِ شرعی کو پورا کرنے کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:﴿وَلْيُوفُوا نُذُوْرَهُمْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان:"اور اپنی منتیں پوری

کریں۔" **(پارہ 17، سورۃ الحج، آیت 29)**

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ قرطبی میں ہے: "﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾ أمر وابوفاء النذر مطلقا إلا ما كان معصية، لقوله عليه السلام: "لا وفاء لنذر في معصية اللہ" ترجمہ: آیتِ مبارکہ میں گناہ کی نذر کے علاوہ مطلقاً نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی نافرمانی میں کوئی بھی نذر پوری نہیں کی جائے گی۔

(تفسیرِ قرطبی، جلد 12، صفحہ 34، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حدیثِ پاک میں ہے: "عن عائشة رضي اللہ عنها، عن النبي صلى اللہ عليه وسلم قال: من نذر ان يطيع اللہ فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه" ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو یہ منّت مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا، تو اس کی اطاعت کرے (یعنی منّت پوری کرے) اور جو اس کی نافرمانی کرنے کی منّت مانے، تو اس کی نافرمانی نہ کرے (یعنی اس منّت کو پورا نہ کرے)۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النذر فی الطاعۃ، جلد 2، صفحہ 522، مطبوعہ لاھور)

نذرِ عرفی کے جائز ہونے کے متعلق اللہ پاک کے اس فرمان: ﴿وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللہ﴾ کے تحت تفسیراتِ احمدیہ میں ہے: "ومن ھھنا علم ان البقرة المنذرة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب" ترجمہ: اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی نذر اولیائے کرام کے لیے مانی جائے، وہ حلال وطیب ہے، جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رائج ہے۔"

(تفسیراتِ احمدیہ، سورۃ البقرۃ، صفحہ 45، مطبوعہ کوئٹہ)

بحر الرائق میں ہے: "أن قال يا اللہ إني نذرت لک إن شفيت مريضي، أورددت غائبي أوقضيت حاجتي أن أطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة، أو الفقراء الذين بباب الإمام الشافعي، أو الإمام الليث، أو أشتري حصيرا لمساجدهم، أوزيتا لوقودها أو دراهم لمن يقوم بشعائرها إلى غير ذلک مما يكون فيه نفع للفقراء والنذر للہ عزوجل وذكر الشيخ إنما هو محل لصرف النذر لمستحقيه القاطنين برباطه، أو مسجده، أو جامعه فيجوز بهذا الاعتبار إذ مصرف النذر الفقراء، وقد وجد المصرف" ترجمہ: (اگر کسی نے) اس طرح نذر مانی کہ اے اللہ! میں تیرے لیے نذر مانتا ہوں کہ اگر تو میرے اس مریض کو شفا عطا فرمادے یا میرے گم شدہ عزیز کو لوٹا دے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے، تو میں سیّدہ نفیسہ یا امام شافعی یا امام لیث علیہم الرحمۃ کے مزار کے فقراء کو کھانا کھلاؤں گا یا ان بزرگوں کی مساجد کے لیے چٹائیاں خرید کر دوں گا یا وہاں کے چراغ جلانے کے لیے تیل دوں گا یا وہاں کے خادمین کو دراہم دوں گا وغیرہ، تو اس میں فقراء کا نفع ہے اور نذر اللہ پاک کے لیے ہے اور شیخ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ نذر کے صَرف ہونے کا محل ہیں یعنی ان کے جامعہ یا مسجد یا سرائے کے مستحق خادمین کے اوپر وہ نذر خرچ ہو گی، تو اس طرح منت ماننا جائز ہے، اس لیے کہ نذر کا مصرف فقراء ہیں اور وہ مصرف پایا گیا۔

(بحر الرائق، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، جلد 2، صفحہ 521، مطبوعہ کوئٹہ)

عارف باللہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 973ھ) حضرت ابو المواہب شاذلی کے احوال میں لکھتے ہیں: ”کان رضی اللہ عنہ یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال اذا کان لک حاجۃ واردت قضائھا فانذر للنفیسۃ الطاھرۃ ولوفلسا فان حاجتک تقضی“ ترجمہ: حضرت شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو اور تو چاہتا ہو کہ وہ پوری ہو جائے، تو سیّدہ نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے، اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو، تو تیری حاجت ضرور پوری ہو جائے گی۔

(الطبقات الکبریٰ، ابو المواہب شاذلی، جلد2، صفحہ148، مطبوعہ مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ)

علامہ سیّدی عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1143ھ) لکھتے ہیں: ”والنذر لھم بتعلیق ذلک علی حصول شفاء او قدوم غائب فانہ مجاز عن الصدقۃ علی الخادمین بقبورھم“ ترجمہ: اولیاء اللہ کے لیے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلّق کیا جاتا ہے، وہ نذر مجاز ہے (یعنی) اِس سے اولیاء اللہ کے مزارات پر خادمین کے لیے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، الخلق الثامن والاربعون، جلد2، صفحہ151، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1239ھ) فرماتے ہیں: ”حضرت امیر وذریۃ طاھرہ اور اتمام امت برمثال پیران ومرشداں می پرستند وامور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشان رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است فاتحہ ودرود ونذر وعرس ومجلس“ ترجمہ: حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد پاک کو تمام اُمت پیروں اور مُرشدوں کی طرح مانتی ہے اور تکوینی اُمور فاتحہ، درود، صدقات اور نذر ونیاز ان کے نام سے رائج ہیں اور معمول بنا ہوا ہے، چنانچہ تمام اولیائے کرام سے یہی معاملہ ہے کہ ان کے نام پر نذر و نیاز، فاتحہ، درود، عرس اور مجالس منعقد کی جاتی ہیں۔

(تحفہ اثنا عشریہ، باب ہفتم در امامت، صفحہ214، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1340ھ) لکھتے ہیں: ”غیر خدا کے لیے نذرِ فقہی کی ممانعت ہے، اولیائے کرام کے لیے ان کی حیاتِ ظاہری خواہ باطنی میں جو نذر کہی جاتی ہیں، یہ نذرِ فقہی نہیں، عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ کریں اسے نذر کہتے ہیں، بادشاہ نے دربار کیا، اسے نذریں گزریں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد13، صفحہ598، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

24محرم الحرام1443ھ/02ستمبر2021ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے